

43164 - كفار كے ليے ہدایت كی دعا كرنا

سوال

میں نے سوال نمبر (4569) كا جواب پڑھا اور جواب میں شیخ نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ رافضی شیعہ کو ہدایت سے نوازے، تو کیا اس لائق ہے؟
کیونکہ مشرکوں کے لیے دعا کرنا جائز نہیں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

ہم سوال کرنے والے بھائی كا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے اس كا اہتمام کیا اور بعض جوابات میں پائے جانے والے اشکالات کے متعلق سوال کیا ہے۔

دوم:

رافضی (شیعہ) کے متعلق حکم اور ان کے بعض اقوال جاننے کے لیے سوال نمبر (1148) کے جواب كا مطالعہ کریں .

سوم:

اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ مشرکوں کے لیے استغفار اور بخشش طلب کرنا حرام ہے، اور اس کی حرمت پر کتاب و سنت میں دلائل پائے جاتے ہیں:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

نبی اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام كا اپنے باپ کے لیے بخشش کی دعا کرنا وہ صرف ایک وعدہ کے سبب تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا ، پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ كا دشمن ہے تو اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیم علیہ السلام نرم دل اور بردبار تھے

اس آیت کی تفسیر میں شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

یعنی: مومنوں اور نبی صلی اللہ علیہ کے لائق اور ان کی شایان شان نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعاء کریں، یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتا ہے، اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اس کے بعد کہ ان کے لیے یہ بات ظاہر ہو چکی ہو کہ وہ جہنمی ہیں..

اور اگرچہ ابراہیم خلیل علیہ السلام سے اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت پائی گئی ہے لیکن یہ دعا صرف ایک وعدہ کی بنیاد پر تھی جو انہوں نے اپنے باپ سے کیا تھا، وہ وعدہ اس قول میں ہے: **میں تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش طلب کرونگا اس لیے کہ وہ میرے ساتھ بڑا مشفق ہے** اور پھر وہ دعا اور وعدہ اس وقت تھی جبکہ انہیں اپنے باپ کے انجام کا علم نہ تھا، اور جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کا علم ہوا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے اور وہ کفر پر مرے گا اور اسے وعظ ونصیحت کوئی فائدہ نہیں دے گی تو انہوں نے اپنے رب کی موافقت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اس سے برات کا اظہار کیا.

بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل تھے یعنی وہ سب معاملات اور امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے اور کثرت کے ساتھ ذکر اور دعا اور استغفار اور اپنے رب کی طرف انابت کرنے والے تھے.

حلیم اور بہت برد بار تھے: یعنی مخلوق کے ساتھ رحمہ دل کرنے والے اور جو کچھ غلطیاں اور کوتاہیاں ان سے سرزد ہوتی ان پر معاف کرنے والے تھے، وہ جاہل کی جہالت پر پکڑ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جرم کرنے والے کے جرم کی بنا پر اسے سزا دیتے تھے، ان کے باپ نے انہیں کہا: میں تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کردونگا، تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: آپ پر سلامتی ہو میں آپ کے لیے اپنے رب سے بخشش طلب کرونگا" اھ.

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے سامنے اس کی موت کے وقت اسلام پیش کیا تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تیرے لیے اس وقت تک بخشش طلب کرونگا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے، تو یہ آیت نازل ہوئی:

نبی اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: بلاشبہ جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے صحیح بخاری حدیث نمبر (3884)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

" جب تک میں اسے روک نہ دیا جاؤں " یعنی دعائے مغفرت کرنے سے ، اور ایک روایت میں ہے کہ " آپ سے " اھ۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ ملی، اور میں نے اس کی قبر کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت دے دی گئی۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (976) ،

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

اس حدیث میں کفار کے لیے بخشش اور استغفار کی دعا کرنے کی ممانعت پائی جاتی ہے۔ اھ۔

ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہے کہ کفار کے لیے استغفار طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی ان کے لیے بخشش کی دعا کرنا منع ہے اور اسی طرح ان کے لیے جنت میں داخل ہونے کی دعا کرنا یا پھر عذاب سے نجات کی دعا کرنا منع ہے ۔

اور اس کی حکمت یہ ہے کہ:

اس حالت (یعنی جب ان کے متعلق یہ واضح ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں) میں ان کے لیے دعائے استغفار اور ان کے لیے بخشش طلب کرنا غلط ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں نبی اور مومنوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ لوگ جو کفر یا شرک پر مر جائیں یا پھر جن کے متعلق علم ہو جائے کہ ان پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور ان پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے تو پھر ان کو کسی بھی سفارش کرنے والے کی سفارش اور نہ ہی استغفار کرنے والوں کی استغفار ہی کوئی فائدہ دے گی۔

اور یہ بھی ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی رضا اور اس کی ناراضگی اور غضب میں اس کی موافقت کریں، اور وہ اس سے دوستی اور موالاة رکھیں جس سے اللہ تعالیٰ دوستی اور موالاة رکھے، اور جن سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھے وہ بھی اس سے دشمنی رکھیں، اور جس شخص کے بارہ میں یہ واضح ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہے اس کے لیے ان کا استغفار کرنا اس عقیدہ کے مخالف اور مناقض ہے۔ اھ یہ قول شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے ۔

اور کفار کے لیے ہدایت کی دعا کرنا استغفار میں شامل نہیں جس سے منع کیا گیا ہے اور یہ اس میں شامل نہیں

ہوتی۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض کفار کے لیے ہدایت کی دعا ثابت ہے ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح بخاری میں کہتے ہیں:

تالیف قلب کے لیے مشرکوں کی ہدایت کی دعا کرنے کا باب :

پھر انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: دوس قبیلہ نے نافرمانی کی اور انکار کر دیا ہے لہذا آپ ان کے خلاف بد دعا کریں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت نصیب فرما اور انہیں یہاں لا" صحیح بخاری حدیث نمبر (2937) صحیح مسلم حدیث نمبر (2524) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں کہتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے طفیل عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اے اللہ دوس کو ہدایت نصیب فرما" کے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے، اور یہ حدیث باب کے عنوان میں ظاہر ہے، اور ان کا یہ کہنا کہ: "تا کہ ان کی تالیف قلب ہو سکے" یہ مصنف کی تفقہ میں سے ہے اور دونوں مقام کی طرف مصنف کی جانب سے اشارہ ہے، کہ بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے لیے بد دعا کرتے تھے اور بعض اوقات ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے، لہذا پہلی حالت اس وقت ہوتی جب کفار کی طاقت اور قوت زیادہ ہو جاتی اور ان کی جانب سے اذیت میں اضافہ ہوتا، اور دوسری حالت اس وقت پیدا ہوتی جب ان کی جانب سے مکر و فریب اور تکلیف سے امن ہوتا، اور ان کی تالیف قلب کی امید رکھی جاتی جیسا کہ قبیلہ دوس کے قصہ میں ہے۔ اھ

اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے چھٹک لیتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دعا دیں اور یرحمک اللہ کہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہدیکم اللہ و یصلح بالکم کہتے (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست فرمائے) ۔ جامع ترمذی حدیث نمبر (2739) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ (یعنی کفار) چھینک کی دعا میں مطلقاً شامل ہیں، لیکن چھینک کی خاص دعا جو کہ ان کی ہدایت کی دعا اور ان کے حالات کی اصلاح کی دعا ہے اس میں کوئی مانع نہیں ، مسلمانوں کو چھینک کی دعا دینے کے خلاف کیونکہ مسلمان رحمت کی دعا کے اہل ہیں لیکن کافر نہیں۔ اھ .

واللہ اعلم .